194

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ٹیلیفون نمبر ۱۹

الفضل بیدِ اللّٰہ یؤتیہ من یشاء عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

اجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

روزنامہ الفضل قادیان

یوم چہارشنبہ

ایڈیٹر غلام نبی — قیمت ایک آنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۹ | ۳۔ ماہ فتح ۱۳۲۰ ہش | ۱۳۔ ذوالقعدہ ۱۳۶۰ ھ | ۳۔ ماہ دسمبر ۱۹۴۱ء | نمبر ۲۷۴

مدینۃ المسیح

قادیان یکم ماہ فتح ۱۳۲۰ ہش۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت آج دن بھر اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ مگر مغرب کے وقت سر درد کی شکایت ہو گئی۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں ۞

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ میں خدا تعالےٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے ۞

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی صاحبزادی سیدہ امۃ السلام صاحبہ کی صحت بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے اب اچھی ہے ۞

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی صاحبزادی امۃ القیوم بیگم صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب آئی۔سی۔ایس۔ آج سرگودہ تشریف لے گئیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سٹیشن تک ساتھ تشریف لے گئے۔

مولوی قمر الدین صاحب انسپکٹر تربیت کو بوجہ بیماری اپنے دورہ کو نامکمل چھوڑ کر واپس آنا پڑا ہے۔ اور بقیہ جماعتوں کا ...

روزنامہ الفضل قادیان — ۱۳۔ ذوالقعدہ ۱۳۶۰ ھ

”چاہئے کہ ہندو مسلمان باہم صلح کر لیں“

(۱)

آج زمانہ کے تھپیڑے کھا کر اور آنے والے خطرات سے خوفزدہ ہو کر ہندوستان کی دو بڑی قومیں یعنی ہندو اور مسلمان جس باہمی صلح اور اتفاق کی تمنا ظاہر کر رہی ہیں۔ اس کی طرف آج سے کافی عرصہ قبل زمانہ کے مصلح اعظم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے زور کے ساتھ اور نہایت احسن پیرایہ میں توجہ دلا چکے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی آخری تصنیف ”پیغام صلح“ میں جو ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی۔ تحریر فرمایا۔

”یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے۔ کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دُور نہیں ہو سکتیں۔ اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں۔ وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔ پس ایک عقلمند سے بعید ہے۔ کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں۔ کہ یہ ایک خیال محال ہے۔ کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے۔ یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کر دینگے۔ بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آئے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائے گا۔ اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور شیخت سے حقیر کرنا چاہے گی۔ تو وہ بھی داغِ حقارت سے نہیں بچے گی۔ اور اگر کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا۔ تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اُٹھائے گا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے۔ اس کی اس شخص کی مثال ہے۔ کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے۔ آپ بفضلہ تعالےٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے۔ اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے۔ اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔ دُنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے کہ جو عین گرمی اور تمازت آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے۔ پس اس دشوار گزار راہ کے لئے باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے۔ جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچائے“

ہندو مسلمانوں میں صلح و اتحاد قائم کرنے کی یہ تحریک کیسے جامع اور دلنشین پیرایہ میں کی گئی ہے۔ اور کس خوبی سے اس کے فوائد اور اتحاد نہ ہونے کے نقصانات واضح کئے گئے ہیں۔ جب یہ آواز بلند کی گئی تھی۔ اگر اسی وقت اس پر عمل شروع کر دیا جاتا۔ تو آج ہندوستان کی کچھ اور ہی حالت ہوتی۔ بڑی سرعت کے ساتھ ترقی کی منازل طے کرتا۔ اور ہر قسم کے خطرات کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا۔ مگر افسوس اس طرف توجہ نہ کی گئی اور ابھی تک پوری طرح نہیں کی جا رہی۔ جبکہ وہ خطرات جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی وقت فرما دیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ صفائی کے ساتھ رونما ہوتے جا رہے ہیں ۞

حضور نے ہندو مسلمانوں کو مخاطب کر کے تحریر فرمایا تھا:۔

”ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے۔ جبکہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔ دُنیا پر طرح طرح کے ابتلاء نازل ہو رہے ہیں۔ زلزلے آ رہے ہیں۔ قحط پڑ رہا ہے۔ اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ وہ بھی یہی ہے۔ کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور بُرے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی۔ تو دُنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی۔ کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائیگی“

اس خطرہ کا اظہار کرنے کے بعد آپ نے فرمایا

”سو اے ہم وطن بھائیو! قبل اس کے کہ وہ دن آئیں۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ اور چاہیئے کہ ہندو مسلمان باہم صلح کر لیں۔ اور جس قوم میں کوئی زیادتی ہے۔ جو وہ صلح کی مانع ہو۔ اس زیادتی کو وہ قوم چھوڑ دے۔ ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اسی قوم کی گردن پر ہوگا“

ظاہر ہے۔ کہ اب وہ وقت آ چکا جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشارہ فرمایا تھا۔ دنیا اپنی بدعملی سے باز نہ آئی۔ اور لوگوں نے بُرے کاموں سے توبہ نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سخت سخت بلائیں آ رہی ہیں۔ ایک بلا ابھی بس نہیں کرتی۔ کہ دوسری بلا ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس وقت جنگ کی جو خوفناک بلا دُنیا پر مسلط ہے وہ کئی اطراف سے منہ کھولے ہوئے ہندوستان کی طرف بھی بڑھتی چلی آ رہی ہے۔ کاش اہل ہند اب بھی باہمی اتفاق کی طرف متوجہ ہوں۔ اور جس قوم میں کوئی ایسی زیادتی ہے۔ جو صلح کی مانع ہے۔ وہ اسے چھوڑ دے۔ تا کہ باہم عداوت کا گناہ اس قوم کی گردن پر نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں اس مشکل کو بھی حل فرما دیا ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں میں مذہبی اختلاف کے باوجود صلح اور اتحاد کیونکر ہو سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

”چھوٹے چھوٹے اختلاف صلح کے مانع نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہی اختلاف صلح کا مانع ہوگا جس میں کسی کے مقبول پیغمبر اور مقبول الہامی کتاب پر توہین اور تکذیب کے ساتھ حملہ کیا جائے“

پھر فرمایا:۔ ”وہ ملک آرام سے زندگی بسر نہیں کر سکتا جس کے باشندے ایک دوسرے کے رہبر دین کی عیب شماری اور ازالہ حیثیت عرفی میں مشغول ہیں۔ اور ان قوموں میں ہرگز سچا اتفاق نہیں ہو سکتا۔ جن میں سے ایک قوم یا دونوں ایک دوسرے کے نبی یا رشی اور اوتار کو بدی یا بدزبانی کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں“

پس ہندو مسلم اتحاد میں اختلاف مذہب روک نہیں ہو سکتا۔ البتہ ایک دوسرے کے مذہبی پیشوا اور مقدس الہامی کتب کی تحقیر اور تذلیل اتحاد کے لئے زہر قاتل کا کام دیتی ہے۔ اور اس سے باز رہنا کوئی مشکل کام نہیں ۞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی دن خدا کی راہ میں وقف کرنیکے ہیں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے ماتحت مطالبہ نمبر ۸ کے ذریعہ نوجوانوں کو خدمت دین کے لئے زندگیاں وقف کرنے کی دعوت دی ہے۔ اس کے شرائط میں اس سال حضور نے یہ ترمیم فرمائی۔ کہ مولوی فاضل نوجوان جن کو حضور اقدس منتخب فرمالیں۔ جامعہ احمدیہ کی مبلغین کلاس میں داخل ہوکر کورس پورا کریں۔ ہوسٹل جامعہ احمدیہ میں رہائش ضروری ہوگی۔ اور اس کی فیس کے علاوہ مبلغ دس روپیہ ماہوار وظیفہ دوران تعلیم میں دیا جائے گا۔ جو دوست شادی شدہ ہوں۔ وہ اپنے حالات استثنائی صورت میں پیش کرکے زائد امداد کی درخواست دے سکتے ہیں۔ جس کی اطلاع بعد ارشاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز دے دی جائے گی۔

ان شرائط پر مشتمل اعلانات پہلے بھی اخبار الفضل اور فاروق میں شائع ہوچکے ہیں۔ چونکہ اب مبلغین کلاس کی پڑھائی شروع ہے۔ جو نوجوان سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی آواز پر لبیک کہہ کر اس جہاد میں شامل ہونا چاہیں وہ جلد اطلاع دیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ موقعہ سوچ بچار میں کھو دیں۔ اور بعد میں کف افسوس ملتے رہیں۔ آجکل جبکہ جنگ کے سبب روزگار کھل گئے ہیں۔ انہی دنوں میں دین کو مقدم سمجھنا اور اس کے لئے مالی اور جانی قربانی کرکے اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کرنا بیعت کے الفاظ کا عملی ثبوت ہے

انچارج تحریک جدید

غیر احمدی و غیر مسلم احباب کو سالانہ جلسہ میں شرکت کی دعوت دیں

احمدی احباب سے استدعا ہے کہ اب جبکہ خدا کے فضل سے جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ جو دین حق کی تبلیغ کے لئے احسن ترین موقعہ ہوتا ہے۔ اپنے غیر احمدی و غیر مسلم احباب کو بھی شرکت جلسہ کی دعوت دیں۔ اور اگر ضرورت ہو کہ کسی صاحب کو یہاں سے دعوتی خط بھیجا جائے۔ تو ان کا نام و مفصل پتہ صاف طور سے تحریر فرمائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

"الفضل" کا "سیرت نمبر"

قیمت پیشگی ارسال کی جائے

چونکہ ان دنوں کاغذ سخت نایاب ہے۔ لہذا الفضل کا سیرت نمبر جو نہایت اعلےٰ اور قیمتی مضامین پر مشتمل ہوگا۔ بیس صفحات پر شائع کیا جائے گا۔ جو دوست یا جماعتیں اکٹھے پرچے خریدنا چاہیں وہ اڑھائی آنہ فی پرچہ کے حساب سے رقم پیشگی ارسال فرمائیں۔ چونکہ کاغذ کی نایابی کے باعث یہ نمبر زیادہ تعداد میں نہیں چھپوایا جاسکے گا۔ لہذا انہی اصحاب کے آرڈروں کی تعمیل کی جاسکے گی جو جلد تر اطلاع دیتے ہوئے قیمت پیشگی ارسال فرمائیں گے۔

خاکسار مینیجر

چند مرحومین کا ذکر

غوث بی بی صاحبہ اہلیہ غلام قادر صاحب ساکن شکار ضلع گورداسپور بعمر ۵۰ سال ۲۸ نومبر کو وفات پاگئیں۔ نعش ۲۹ نومبر کو یہاں لائی گئی۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔ بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی جائے منصورہ بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب آف کا ٹھی بعمر بیس سال گجرات میں انتقال کرگئیں نعش ۲۹ نومبر لائی گئی۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ محمد دین صاحب ساکن قلعہ صوبا سنگھ بعمر ۸۰ سال ۲۶ نومبر کو فوت ہوئے۔ ۳۰ نومبر کو ان کی نعش گڈا کے ذریعہ یہاں لائی گئی۔ نیز میاں مہر دین صاحب سکنہ فیض پور ضلع سیالکوٹ جو ۳ مارچ کو فوت ہوئے تھے۔ ان کی نعش بھی گڈا پر لائی گئی۔ ہر دو جنازے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھائے اور نعشیں مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔ احباب بلندیٔ مدارج کے لئے دعا کریں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اولیاء اللہ کو شناخت کرنا ہر ایک آنکھ کا کام نہیں

"اللہ جلشانہ نے قرآن مجید میں اولیاء اللہ کی پانچ علامتیں بتائی ہیں۔ جب تک وہ پانچوں علامتیں کسی میں نہ پائی جائیں۔ تب تک وہ ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔ اور قبل اس کے جو کسی کی ولائت کو شناخت کیا جائے۔ اس سے بیعت کرنا جائز نہیں۔ لیکن اولیاء اللہ کو شناخت کرنا ہر ایک آنکھ کا کام نہیں۔ اکثر ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ینظرون الیک وھم لا یبصرون کچھ شک نہیں کہ اولیاء اللہ میں خوارق و آیات بینات پائی جاتی ہیں۔ لیکن جب تک خدا تعالےٰ نہ چاہے وہ موجب ہدایت نہیں ہوسکتے۔ ہاں جو شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی ولی کے خوارق و آیات پر اطلاع پائے۔ اس پر لازم ہے کہ دو طریقوں میں سے ایک طریق اختیار کرے (۱) یا یہ کہ نہایت درجہ کا دوست بن جائے (۲) یا یہ کہ نہایت درجہ کا دشمن بن جائے کیونکہ جب تک دوستی یا دشمنی انتہاء تک نہ پہونچے تب تک اس قوم کے خواص معلوم نہیں ہوسکتے۔"

(الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۳ء)

کوئٹہ میں مسجد احمدیہ کی تکمیل

کریم بخش صاحب حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کرتے ہیں۔

احمدیہ مسجد خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہوگئی ہے۔ قریباً چار ہزار روپیہ صرف ہوا ہے۔ قریباً سو نمازیوں کے مجمع نے جمعہ کی نماز کے ساتھ اس کا افتتاح کیا۔ افتتاح سے قبل امیر جماعت احمدیہ نے احباب کو خطاب کیا۔ اور ان کی ذمہ واریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ تعمیر مسجد کے بعد اب اس سے فائدہ اٹھانا بھی ان کا فرض ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور احباب جماعت سے درخواستِ دعا ہے۔

مولوی مبارک علی صاحب امیر پراونشل انجمن احمدیہ بنگال کی تشویشناک علالت

چودہری مظفر الدین صاحب حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کرتے ہیں۔

خانصاحب مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ (ریٹائرڈ) امیر بنگال پراونشل انجمن احمدیہ گذشتہ دو ہفتہ سے اپنے مکان واقع بوگرا میں سخت بیمار ہیں۔ سول سرجن اور دیگر بڑے بڑے ڈاکٹر علاج میں پورے انہماک کے باوجود صحت کے بارہ میں مشوش ہیں۔ اب تمام زمینی تدابیر ختم دکھائی دیتی ہیں۔ اور صرف اللہ تعالےٰ کا فضل ہی آخری علاج ہے۔ اس لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور سلسلہ عالیہ کے بزرگان کرام سے استدعا کی جاتی ہے۔ کہ بنگال کے اس شریف اور معزز احمدی کی صحت یابی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

چندہ اشاعتِ اسلام

جن احباب کو سیونگس بینک یا عام بنکوں میں روپیہ رکھنا پڑتا ہے۔ یا اور طرح کوئی سود کا روپیہ ملتا ہے۔ ان کی یاددہانی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ایسا روپیہ صدر انجمن کی مد اشاعت اسلام میں جمع ہوتا ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ موجودہ زمانہ میں اسلامی نظامِ سیاست کا احیاء

ملوکیت۔ جمہوریت۔ ڈکٹیٹر شپ اور خلافت میں فرق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذیل میں وہ تقریر درج کی جاتی ہے۔ جو موضوع بالا پر جناب پروفیسر محمد اسلم صاحب ایم اے گورنمنٹ کالج لاہور نے جماعت احمدیہ لاہور کے جلسہ میں ۲۲۔ نومبر ۱۹۴۱ء کو فرمائی:۔

"ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں۔ کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی۔ تب خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر وقت تک صبر کرتا ہے خدا تعالےٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر رضؓ کے وقت میں ہوا"۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

دُنیا کے سیاسی نظام کی قسمیں

دنیا کے سیاسی نظاموں کی بڑی بڑی قسمیں یہی تین ہیں۔ اوّل۔ ملوکیت جس میں ورثہ کا اصول چلتا ہے۔ دوم جمہوریت۔ جس میں اصل حاکم عوام ہوتے ہیں اور عوام کے نمائندوں کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور دے دی جاتی ہے۔ نمائندوں کا انتخاب وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔ سوم۔ ڈکٹیٹر شپ جس میں ایک فرد یا ایک پارٹی باقی لوگوں پر مطلق العنان طور پر حاکم ہو جاتی ہے۔ جیسا اب جرمنی میں ہے۔ جہاں اب پارلیمنٹ توڑ دی گئی ہے۔ اور ملک کے سرکردہ لوگوں کو (اور وہ بھی برسر اقتدار لوگوں کے چنے ہوئے ہوتے ہیں) کبھی کبھی اس غرض سے جمع کر لیا جاتا ہے۔ کہ ان کو تازہ حالات سے صرف اطلاع دے دی جائے۔ خلافت ان تینوں سے ایک مختلف نظام ہے۔ ملوکیت سے اس کو سب سے کم مشابہت ہے۔ اور جمہوریت اور ڈکٹیٹر شپ سے بھی وہ مختلف ہے۔

اسلام کی فضیلت

باقی مذاہب تو ہر دُنیاوی رَو میں بہہ جاتے ہیں۔ اور جو خیال بھی عام طور پر پسندیدہ ہونے لگتا ہے۔ اس کی تائید کرنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن اسلام کو یہ فضیلت حاصل ہے۔ کہ ہر معاملہ میں معین اور خاص تعلیم دیتا ہے۔ اور شائد ہی کوئی ایسا مسئلہ ہو۔ جس میں اسلام کو باقی دُنیا سے اختلاف نہ ہو۔ اسی لئے اسلام کی ساری دُنیا دشمن ہے۔ اسلام کو دُنیا کے فلسفیوں سے اختلاف ہے۔ اسلام کو دُنیا کے اخلاقی معیار سے اختلاف ہے۔ اسلام کو دُنیا کے تمدن سے اختلاف ہے۔ اسلام کو دُنیا کے تجارتی اصولوں سے اختلاف ہے۔ اسلام کو دُنیا کے سیاسی نظاموں سے اختلاف ہے۔ دُنیا میں کہیں ملوکیت ہے۔ کہیں جمہوریت۔ اور کہیں ڈکٹیٹر شپ۔ لیکن اسلام کے نزدیک سب سے اعلےٰ نظام خلافت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت

موجودہ زمانہ میں اسلامی صداقتیں تاریکی میں پڑ گئی تھیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے چونکہ اسلام کو خود بنی نوع انسان کے لئے پسند کیا تھا۔ اس لئے اس اندھیرے کے زمانے میں اس کو دوبارہ چمکانے کا بھی انتظام کر دیا۔ اور اس کام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منتخب کیا۔ اور آپ نے اور آپ کی جماعت نے ذریعہ اسلامی تعلیم کے ہر شعبے کو از سر نو زندہ کیا۔ اسلام ایک اعتقادی نظام ہے۔ ایک اخلاقی نظام ہے ایک تمدنی نظام ہے۔ ایک سیاسی نظام ہے۔ پس ضروری تھا۔ کہ اس زمانہ میں جو کہ احیائے اسلام کا زمانہ ہے۔ اسلامی اعتقادات وعبادات۔ اسلامی اخلاق اسلامی تمدن۔ اسلامی سیاست اور اسلامی فلسفۂ سیاست کو از سر نو زندہ کیا جاتا۔

نظامِ خلافت

چونکہ اسلامی علم سیاست کی رُو سے نظام خلافت سب سے اعلےٰ نظام ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے جہاں اسلام کی باقی تعلیموں کو زندہ کیا وہاں نظام خلافت کا بھی دوبارہ احیاء کیا پس سیاست کے متعلق جو علمی مباحث اس وقت دُنیا میں ہو رہے ہیں۔ اور مختلف نظاموں کا آپس میں مقابلہ و موازنہ کیا جا رہا ہے۔ اس مقابلے میں اسلام بھی پیش ہے۔ اور دُوسرے مذاہب کی طرح دُنیا کے مفکروں کے سامنے خاموش اور عاجز نہیں۔ بلکہ ایک چیلنج لئے کھڑا ہے۔ اور دُنیا کو للکار رہا ہے۔ کہ جو نظام میں پیش کرتا ہوں۔ اس سے مقابلہ کر کے دیکھو میرا پیش کردہ نظام ہی بہترین نظام ہے۔ بالعموم آج کل اہل اسلم کسی مذہب کے سیاسی اور تمدنی امور میں دخل دینے پر چڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہ امور خالص دُنیاوی ہیں۔ ان میں دین کو دخل دینے کی کیا ضرورت ہے؟۔ حالانکہ یہی بڑی غلطی ہے جس میں دُنیا اور دنیا کے سب مذاہب سوائے اسلام کے مبتلا ہیں۔ ایک انگریز مبصر نے خوب کہا ہے کہ نیکی اور نرمی کی تعلیم۔ لیکن خالی نیکی اور نرمی کی تعلیم ہمیں سیاسی حکمت اور دانائی نہیں سکھا سکتی۔ ہمیں دونوں چیزوں کی ضرورت ہے۔

اسلام کی زندگی کے ہر پہلو کے متعلق تعلیم

اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے ان دونوں چیزوں کو پیش کیا ہے۔ جس نے انسانوں کی نیتوں کو پاک بنانے کی کوشش کی ہے۔ اور ساتھ ہی ان کو ایک ایسا نظام بتایا ہے جس کے ذریعہ وہ انفرادی اور جماعتی خوشحالی حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی لئے اسلام نے تجارت میں بھی دخل دیا ہے۔ اور سُود اور لین دین کی کئی قسموں کو ناجائز قرار دیا ہے۔ حالانکہ دُوسرے مذاہب اس بارے میں بالکل خاموش ہیں۔ اسلام نے تعلیم میں بھی دخل دیا ہے۔ اسلام نے تمدن میں بھی دخل دیا ہے۔ اور چونکہ تمدن سے انسان کی انفرادی زندگی پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ اور سوسائٹی کے مختلف طبقات کے حقوق کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اس بارے میں نہایت ہی منصفانہ اور دُور رس قانون جاری کئے ہیں۔ دُوسرے مذاہب چونکہ اس بارے میں کوئی خاص تعلیم نہیں دیتے اس لئے ان کے ماننے والوں۔ اور اُن کے تابع جو سوسائٹیاں ہیں۔ ان کے حالات خراب ہو گئے ہیں۔ جنگیں اور مختلف قسم کی بے چینیاں اس کا ثبوت ہیں۔

نظامِ خلافت کی فوقیت

خلافت بحیثیت نظام دوسرے سب نظاموں پر فائق ہے اس کا ثبوت ہمیں تاریخ سے ملتا ہے۔ دنیا کی ساری ترقی اور ترقی کے بڑے بڑے زمانے جن میں علمی اخلاقی روحانی اور سیاسی انتظام کے لحاظ سے انسان نے اعلےٰ کامیابی حاصل کی ہے۔ وہ زمانے ہیں جبکہ خدا کے انبیاء نے خدا سے حکم پا کر کسی نہ کسی انقلاب کی بنیاد رکھی۔ ہر نبی نے ایک نظام کی بنیاد رکھی۔ پھر اسکے جانشین اسی نظام کو جب تک ان کو توفیق ملتی رہی چلاتے رہے اور یہی وہ نظام ہے جو خدا کی تائید سے بنتا رہا۔ اور جس سے دُنیا فائدہ اٹھاتی رہی جب تک ان میں فائدہ اٹھانے کی قابلیت تھی۔ اسی نظام کو خلافت کہتے ہیں نبی کے بعد یہ نظام خلافت قائم ہوا۔ اور نبی کے کام کو چلاتا رہا۔ پس بنی نوع انسان کی ترقی کے بڑے بڑے دور اسی نظام کے مرہون منت ہیں۔ اس لئے یہی نظام سب سے اعلےٰ ہے۔ ہر قوم اور ہر زمانے نے کسی نبی کے ذریعہ ترقی کی ہے۔ ہر کلچر میں کسی نبی کی تعلیم وتلقین کا ہاتھ ہے کسی نبی کی تحریک ہے۔ اور نبوت کی نیابت کے طور پر جو نظام قائم ہوتا ہے۔ اسی کو نظام خلافت کہتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں بھی خدا تعالےٰ نے اس نظام کی برتری ثابت کرنے کے لئے اس کی عملی اور جیتی جاگتی مثال قائم کر دی ہے۔

جماعت احمدیہ میں خلافت

ہماری جب بھی کبھی گفتگو اس بارے میں ہوتی اور خلافت اور دُوسرے نظاموں کا مقابلہ کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ تو ہم اس نظام کو پیش کرتے ہیں جو جماعت احمدیہ میں خلافت کی شکل میں قائم

پھر پوچھا جاتا ہے کہ خلافت میں کیا ہوتا ہے۔ چونکہ ہمیں اس کا عملی تجربہ ہے۔ اسلئے ہم میں سے خدا کے فضل سے ہر ایک اس کا جواب آسانی سے دے سکتا ہے۔ اور پہلے جو خلفاء گزر چکے ہیں ان کے حالات کو بھی ہم خدا کے فضل سے دوسروں سے بہت بہتر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ دوسرے ان کے متعلق کتابوں سے پڑھ کر بتاتے ہیں مگر ہم نہ صرف کتابوں سے پڑھ کر بتاتے ہیں۔ بلکہ خلافت کی ایک زندہ تصویر بھی ہمارے سامنے ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارا علم دوسروں سے بہت بہتر ہوتا ہے۔ ہم لوگوں کو بتاتے ہیں کہ بے شک خلیفہ بادشاہ کی طرح ہوتا ہے۔ کیونکہ خلیفہ بھی جماعت کا آخری سردار ہوتا ہے۔ اور تمام معاملات خلیفہ تک جا کر ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن بادشاہت میں ورثہ کا اصول چلتا ہے۔ خلافت میں انتخاب کا اور اس لحاظ سے خلافت کو بادشاہت کی نسبت جمہوریت سے زیادہ مشابہت ہے گو اختیارات اور ذمہ واریاں خلیفہ کی جمہوری صدروں سے کہیں زیادہ ہوتی ہیں۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے آپ کا کوئی خونی رشتہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ تھا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو خلفاء بنے۔ وہ بھی آپ کے رشتہ دار ہونے کی حیثیت سے نہ تھے بلکہ جمہور مومنین کے اتفاق سے بنتے تھے۔ گو چاروں خلفاء راشدین آپ سے کچھ نہ کچھ رشتہ بھی رکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رشتہ دار ہونا نبی کا جانشین بننے میں روک نہیں پس ہمارے اصول کے مطابق نہ یہ ضروری ہے کہ نبی کا جانشین نبی کا رشتہ دار ہو۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ رشتہ دار نہ ہو۔ اس بات کو اکثر غیر احمدی نہیں سمجھتے۔ وجہ اسکی وہ تعصب ہے جو غیر مبایعین نے ہمارے خلاف پھیلا رکھا ہے۔ مجھے یہ سننے کا کئی دفعہ اتفاق ہوا۔ کہ ہمارے یہاں ورثہ سے خلافت چلتی ہے۔ جب میں کہتا ہوں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں آپ کے یہاں گدی ہے۔ یہ گدی کا لفظ غیر مبایعین نے تعصب اور عداوت سے مشہور کر رکھا ہے۔ اور اسطرح ایک جھوٹ مشہور کر کے اپنی ضمیروں کو کچلا ہے۔ پھر ہم جب یہ بتاتے ہیں کہ ہمارے پہلے خلیفہ حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ تھے۔ اور اب دوسرے خلیفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ اور یہ بھی جماعت کے اتفاق سے خلیفہ منتخب ہوئے تھے۔ تو سننے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ہمیں تو بالکل غلط بتایا گیا تھا۔ یہ تو ویسے ہی ہے جیسے ابتداء اسلام میں ہوتا تھا پھر ہم یہ بتاتے ہیں کہ یہاں نامزدگی کا اصول بھی نہیں۔ یعنی یہ کہ ایک منتخب خلیفہ فوت ہونے سے پہلے اپنا جانشین نامزد کر دے۔ ایسی ایک مثال ابتدائے اسلام میں ملتی ہے۔ لیکن اب اسلامی نمونہ کو سامنے رکھتے ہوئے نامزدگی پر یہ حد بندی کر دی گئی ہے کہ کوئی خلیفہ جو خود نامزد ہوا ہو گا کسی کو نامزد نہیں کر سکتا۔ اس لئے انتخاب کے اصول کو قائم کیا گیا ہے۔ اور اس اصول کی پوری طرح حفاظت کی جاتی ہے۔ اور یہ بھی اسی اصول کی حفاظت کی ایک صورت ہے۔ کہ ہم ایک خلیفہ کی زندگی میں ہی اس کے جانشین کے سوال پر بحث کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔

بادشاہت اور خلافت میں فرق

پھر بادشاہت اور خلافت میں یہ بھی ایک زبردست فرق ہے۔ کہ بادشاہ کی عزت بسا اوقات اپنے کسی جوہر یا لیاقت کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ اسکی عزت روایتی طور پر قائم ہوتی ہے بعض جمہوری صدروں کی عزت بھی اسی قسم کی ہوتی ہے۔ ایسی عزت کو کرسی کی عزت یا دستوری عزت کہتے ہیں۔ یہ عزت دستور کی مرہون منت ہوتی ہے۔ دنیاوی نظاموں میں عہدہ داروں کی عزت اسی قسم کی ہوتی ہے۔ اسی لئے رسمی آداب کے ذریعہ یعنی مسندوں کے ذریعہ پوشاکوں کے ذریعہ تاج اور تختوں کے ذریعہ خطابوں کے ذریعہ اسکی حفاظت کی جاتی ہے۔ دنیاوی نظاموں کے لحاظ سے یہ سب آداب درست اور ضروری ہوتے ہیں۔ لیکن خلافتی نظام میں ایسے آداب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ جن کو خدا تعالیٰ لیڈری اور امامت عطا کرتا ہے۔ ان میں ایسے جوہر ایسی لیاقتیں اور ایسی طاقتیں رکھ دیتا ہے کہ انکا رعب اور عزت خود بخود قائم ہو جاتا ہے اور انکو اپنی عزت قائم کرنے کے لئے ظاہری سامانوں کی حاجت نہیں ہوتی۔ پھر بھی انکی عزت اور ان سے محبت بادشاہوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ ہماری جماعت کو ہی دیکھ لو۔ جو نقشہ فدائیت اور محبت کا یہاں نظر آتا ہے حالانکہ کوئی ظاہری سامان یہاں موجود نہیں۔ اسکی مثال کسی بادشاہت میں نہیں ملتی۔ پھر بادشاہ اپنے وزراء کے دست نگر ہوتے ہیں۔ بلکہ ان سے ڈرتے ہیں۔ لیکن خلافت میں اسکے برعکس ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ بے شک خلیفہ کو بھی ماتحتوں کی اور کام کرنے والوں کی ضرورت ہوتی ہے اور جیسے جیسے کام وسیع ہوتا جائے۔ ماتحتوں کا نظام بھی وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ لیکن خلیفہ اپنے ماتحتوں مشیروں اور ناظروں کا دست نگر نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر لحاظ سے ان پر فائق ہوتا ہے۔ اور وہ اسے اپنا مطاع سمجھتے ہیں۔ پھر بادشاہ عام طور پر مشورہ نہیں لیتا۔ نہ مشورہ لینے کا پابند ہوتا ہے۔ لیکن خلیفہ ایک عجیب سردار ہوتا ہے کہ وہ مشورہ لیتا ہے اور صحیح معنوں میں مشورہ لیتا ہے۔ اور خدا کے حکم کے ماتحت مشورہ لینے کا پابند ہوتا ہے۔ اور اپنے آپکو پابند سمجھتا ہے۔ گو مشورہ لینے کے بعد خدا کے حکم کے ماتحت کرتا وہی ہے۔ جو اس کے دل میں ڈالا جائے۔ چنانچہ ہماری جماعت کو اس کا خوب تجربہ ہے ہر سال مجلس مشاورت میں جماعت کے نمائندوں سے اہم امور کے متعلق تفصیلی مشورہ لیا جاتا ہے۔ اور ہمارے خلیفہ کے اکثر فیصلے مشورہ کے حق میں ہوتے ہیں۔ اور ہمارا خلیفہ مشورہ کو اس قدر ضروری سمجھتا ہے۔ کہ آپ نے کئی دفعہ فرمایا کہ اگر ہمارے حالات اجازت دیں۔ تو ہم اپنی مشاورت سال میں ایک دفعہ کے بجائے کئی دفعہ بلایا کریں۔ اور قادیان میں تو کئی دفعہ مشورہ ہوتا رہتا ہے۔

خلافت جمہوریت سے ممتاز ہے

خلافت اور بادشاہت کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خلافت کو بادشاہت کی نسبت جمہوریت سے بہت زیادہ مشابہت ہے اور یہ صحیح ہے۔ لیکن جمہوریت سے بھی خلافت ممتاز ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ خلافت جمہور مومنین کی اتفاق رائے سے ہوتی ہے۔ لیکن خلیفہ بار بار منتخب نہیں ہوتا۔ جو خلیفہ ایک دفعہ منتخب ہو جائے وہ ساری عمر کے لئے خلیفہ رہتا ہے جمہوری کے صدر ایک مدت کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود صدر کو اس کی اپنی پارٹی کو اور مخالف پارٹی کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مدت کے بعد نئے انتخاب کا موقعہ آئیگا۔ اس لئے بشری لحاظ سے وہ سب اس خیال سے متاثر ہوتے ہیں۔ اور مخالف پارٹی اس تاک میں رہتی ہے کہ کس طرح اگلے انتخاب میں صدر کو شکست دی جائے۔ اور موافق پارٹی اس کوشش میں رہتی ہے کہ کس طرح مخالف پارٹی کی کوششوں کو ناکام بنایا جائے اصل کام سے سب کی توجہ ہٹ جاتی ہے۔ اور بسا اوقات ایسی شدید تلخی ان حالات کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے کہ قوم کی قوم تباہ ہو جاتی ہے۔ مگر خلافت میں اس بشری کمزوری کی روک تھام کا بھی انتظام کر دیا گیا ہے۔ اگر سطحی نظر سے ہی دیکھا جائے تو خلافت کے نظام میں لوگوں سے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ جو زور لگانا ہے ایک انتخاب کے وقت لگا لو۔ اور پھر کام میں لگ جاؤ۔ اور اس خیال کو دلوں سے نکال دو کہ تم اس خلیفہ کی بجائے کسی اور کو خلیفہ بنا سکو گے۔ غیر مبایعین پر اسی اصول کا رعب اور ڈر تھا۔ ورنہ انہوں نے حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کی پوری نیت کر رکھی تھی۔ پس خلیفہ عمر بھر کے لئے ہوتا ہے۔ اسمیں ایک ظاہری فائدہ تو یہ ہے۔ کہ انتخاب کے بعد سب کام میں لگ جاتے ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جیسے جیسے خلیفہ اپنے علم اور تجربہ میں بڑھتا ہے۔ اس کا علم اور تجربہ جماعت کے کام آتا ہے۔ اور یہ نہیں ہوتا کہ نت نئے اور ناتجربہ کار حاکموں سے سابقہ پڑے۔

غیر مبایعین میں خلافت کی نقل

غیر مبایعین نے معلوم نہیں کس خیال اور نیت سے عارضی امیر قرار دیا ہے۔ لیکن انہوں نے بھی عملی طور پر مولوی محمد علی صاحب کو عمر بھر کے لئے اپنا صدر بنایا ہوا ہے۔ جب سے ان کی انجمن کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔ وہی اسکے صدر ہیں شائد بار بار کے انتخاب میں وہی صدر بن جاتے ہیں۔ بہر حال وہی اس کے صدر ہیں۔ اور یہ جمہوریت کی نہیں بلکہ خلافت کی نقل ہے۔ اور اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غیر مبایعین گو دعوے جمہوریت کا کرتے ہیں لیکن نقل خلافت کی کرتے ہیں۔

خلافت اور ڈکٹیٹر شپ میں فرق

جب خلافت عمر بھر کے لئے ہوتی ہے۔ اور گو اس میں مشورہ کی تاکید ہے۔ اور خلفاء مشورہ لیتے بھی ہیں لیکن کرتے وہی ہیں جو ان کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔ پھر کیا خلافت ڈکٹیٹر شپ کے برابر ہوئی؟ نہیں کیونکہ اول تو مشورہ کا اصول دونوں نظاموں کو مختلف کر دیتا ہے۔ اور مشورہ جب صحیح معنوں میں لیا جائے تو جماعت اکثر غلطیوں سے محفوظ ہو جاتی ہے۔ اور کئی نئی راہیں کام کرنے کی اور کئی نئے حل مشکلات کے معلوم ہو جاتے ہیں مشورہ میں جب سب قسم کے لوگ ایک دوسرے کی سن لیتے ہیں تو ایک گونہ انکو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

196

اگر نیتیں درست ہوں۔ تو ایک دوسرے کے قائل ہوجاتے ہیں۔ اور اس طرح جماعت میں یک جہتی قائم رہتی ہے۔ اور سوائے چند ناسمجھ یا بدنیت لوگوں کے سب کے سب ایک پروگرام پر متفق ہو جاتے ہیں۔ اور یہی ایک معنی ہیں اس مشہور مقولہ کے کہ مشورہ میں بڑی برکت ہے بعض نظاموں میں مشورہ تو ہوتا ہے۔ لیکن مشورہ انجمن کے ممبروں سے لیا جاتا ہے۔ اور اس طرح مشورہ محدود ہو جاتا ہے۔ لیکن ہمارے یہاں جماعتوں کے منتخب نمائندے تاکید سے بُلائے جاتے ہیں۔ پھر اُن سے مشورہ لیا جاتا ہے۔ اور ایسی تربیت خدا کے فضل سے ہماری جماعت کی اس بارہ میں کر دی گئی ہے۔ کہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم نے خلافت کی اصل شان اور اس کی اصل صورت کو دیکھ لیا ہے۔ اس پر کہا جاتا ہے کہ پھر مشورہ ہمیشہ قبول کیوں نہیں کیا جاتا؟ ہم کہتے ہیں۔ اس اصول میں بھی برکت ہے۔ اور ایک برکت بشری لحاظ سے تو یہی ہے کہ جب ایک فریق کسی رائے پر بہت مصر ہو۔ تو اس کا خیال اس طرف نہیں جاتا۔ کہ ہم پروپیگنڈا سے اور مخفی تلقین اور عہد و پیمان سے ووٹیں جمع کرنی شروع کر دیں۔ جیسا کہ دنیاوی نظاموں میں ہوتا ہے۔ بلکہ ایسے فریق کی توجہ صرف اس بات تک محدود رہتی ہے کہ وہ کس طرح صفائی سے اپنے خیالات جماعت اور خلیفہ کے حضور پیش کر دے۔ اور اس طرح جماعت کئی فتنوں سے محفوظ ہو جاتی ہے۔ دُوسری برکت اس میں یہ ہے۔ کہ جمہور کے فیصلوں کی حیثیت ایسی ہوتی ہے جیسے اچھے اور بُرے فیصلوں کو جمع کر کے ان کی ایک اوسط نکال لی جائے۔

بے شک اس میں یہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ کہ جماعت افراط اور تفریط سے بچ جاتی ہے۔ اور خلافت چونکہ مشورہ سے ہوتی ہے۔ اس لئے یہ فائدہ خلافت کو بہرحال حاصل رہتا ہے۔ لیکن اس میں یہ جو نقصان ہے۔ کہ کبھی فیصلے بہت اعلےٰ درجہ کے نہیں ہوتے۔ بلکہ اوسط درجے کے ہوتے ہیں۔ اس سے بچنے کی سوائے اس کے کیا صورت ہے۔ کہ امام اور لیڈر جو ہر طرح باقی افراد پر فائق ہوتا ہے۔ اس کی رائے کو جس پر وہ بعد مشورہ قائم ہو جائے ترجیح دیجائے۔

غیر مبائعین آئے دن یہ طعنہ دیتے رہتے ہیں۔ کہ پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا۔ حالانکہ پہلے بھی ایسا ہی ہوتا تھا۔ اور ہمارے خلفاء نے اس اصل کو عمدًا قائم کر کے خلافت کے نظام کی شان کو از سرِ نو زندہ کر دیا ہے۔ پہلے بھی مشورہ لیا جاتا تھا۔ اور اس مشورہ پر عمل کیا جاتا تھا۔ اور کبھی اس مشورہ کے برعکس بھی خلیفہ کا فیصلہ اور عمل ہوتا تھا۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مَیں جب ٹیڑھا ہوں۔ تو مجھے سیدھا کر دینا۔ یہ ایک محال امر کے طور پر ہے۔ بھلا کوئی موقعہ ایسا بھی پیش آیا۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ٹیڑھا چل رہے تھے اور دوسروں کے سیدھا کرنے سے سیدھے ہو گئے۔ اس کے مقابلے میں ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ کثرت نے ایک مشورہ دیا۔ لیکن خلیفہ نے اُسے قبول نہ کیا۔ اور جماعت نے اسی پر صاد کیا۔ پس مشورہ میں بڑی برکت ہے۔ پھر اس میں بڑی برکت ہے۔ کہ مشورہ کے بعد جس رائے پر امام قائم ہو جائے اس کو قبول کیا جائے۔

ایک اور فرق

ڈکٹیٹرشپ اور خلافت میں ایک اور فرق اور بہت بڑا فرق یہ ہے۔ کہ ڈکٹیٹر کسی قانون یا دستور کا پابند نہیں ہوتا۔ بسا اوقات وہ ملک کے سارے دستور کو منسوخ کر دیتا ہے۔ اور اس کی جگہ نیا قانون جاری کر دیتا ہے۔ پھر وہ اپنے قوانین کا بھی پابند نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب بھی وہ ضرورت محسوس کرے۔ ان قوانین کو بدل سکتا۔ اور بدل دیتا ہے۔ لیکن خلافت میں یہ نہیں۔ خلافت ہی ایک مستقل پابندی شریعت کے قانون میں۔ انبیاء کے نمونے میں۔ گذشتہ خلفاء کے نمونے میں موجود رہتی ہے۔ اور جو مشورے اور فیصلے کئے جاتے ہیں۔ وہ شریعت کے منشاء کو جاری کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ شریعت کی تبلیغ کے لئے کئے جاتے ہیں۔ مومنین کی تربیت کے لئے کئے جاتے ہیں۔ اموال کے انتظام کے لئے کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ پہلے بھی ایسا ہی ہوتا تھا۔ اور اب بھی خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا غلط ہے۔ کہ پہلے خلفاء ڈکٹیٹر ہوتے تھے۔ جیسا کہ بعض غیر مسلمان کہتے رہتے ہیں۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ اب ہمارا خلیفہ ڈکٹیٹر ہے۔ جیسا کہ غیر مبائعین کہتے رہتے ہیں۔ غیر مبائعین نے محض عداوت پوری کرنے کے لئے یہ نام تجویز کیا ہے۔ وہ شروع سے خلافت کے لئے ایسے نام تجویز کرتے رہتے ہیں۔ جن سے لوگوں کے دلوں میں اس نظام کے متعلق نفرت پیدا ہو۔ جب کسی اصول یا کسی نظام کے خلاف کوئی دلیل کسی کو نہیں ملتی۔ تو اس کے غلط نام تجویز کر کے اس کی مخالفت کی جاتی ہے اور یہی غیر مبائعین کرتے رہتے ہیں

خلیفہ پر اعتراض کیوں نہ کرنا چاہیئے

اور یہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ خلیفہ پر کسی کو اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔ یہ اعتراضوں کے ڈر سے نہیں۔ کیونکہ اعتراض تو نااہل لوگ۔ ناسمجھ لوگ کرتے ہی رہتے ہیں۔ پہلے بھی ایسے لوگ تھے۔ اور اب بھی ایسے لوگ ہیں۔ جو اعتراض کرتے ہیں۔ اور ان کے جواب ہمارے خلفاء ممبروں پر چڑھ کر نہایت وضاحت سے دیتے رہتے ہیں۔ بلکہ یہ اس لئے تا کمزور اور ناسمجھ لوگ ٹھوکر سے بچیں اعتراض نہ کرنا نظام کے استحکام کے لئے۔ اور جماعت کے امن کے لئے ضروری ہے۔ آخر دنیاوی نظاموں میں بھی یہ احتیاط کی جاتی ہے۔ کہ

موسم سرما میں!

طبّ یونانی کا مایۂ ناز ٹانک

لبوب کبیر

عام جسمانی اور مخصوص عصبی طاقت کیلئے

بے نظیر تحفہ ہے

قیمت درجہ اوّل دس تولہ کی شیشی پانچ روپیہ۔ قیمت درجہ دوم دس تولہ کی شیشی دو روپے آٹھ آنہ

رعائتی قیمت تین روپے بارہ آنے۔ رعائتی قیمت ایک روپیہ چودہ آنے

نوٹ:- یہ ایک چوتھائی رعایت صرف ۳۱ر دسمبر تک کے لئے کی گئی ہے

ملنے کا پتہ

ویدک یونانی دواخانہ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب کوئی فیصلہ آخری طور پر ہو جائے تو اس پر اعتراض نہ کیا جائے۔ ایسے اعتراضوں کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ معاملہ آخری حد تک پہنچ چکا ہوتا ہے۔ اب اعتراض کرنے سے سوائے نظام کے رعب کو کم کرنے یا لوگوں میں ایک قسم کی بددلی پیدا کرنے کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کو روکنا نظام کی برکات حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے۔ اور جبکہ ہر نظام میں یہ احتیاط کی جاتی ہے۔ تو پھر اس پر اعتراض کیسا۔

خلافت اور غیر مبایعین

جب اس قسم کی باتیں ہم لوگوں کے سامنے رکھتے ہیں۔ تو وہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ بیشک خلافت کا نظام ہی سب نظاموں پر فائق ہے اور جب وہ یہ دیکھتے ہیں۔ کہ ہماری جماعت اس زمانے میں بھی جبکہ دنیا میں عام طور پر پارلیمنٹوں کے لئے رغبت پائی جاتی تھی۔ اور ہر شخص پارلیمنٹری سسٹم کا شیدا معلوم ہوتا تھا۔ خلافت کے نظام کو ہی بہتر سمجھتے تھے۔ اور اب اس زمانے میں بھی جبکہ دنیا پارلیمنٹوں سے تنگ آکر ڈکٹیٹر شپ کی طرف جا رہی ہے ہم خلافت کے نظام کو ہی بہترین نظام سمجھتے ہیں۔ تو لوگ حیران رہ جاتے ہیں۔ کہ کسطرح ہر موقعہ پر ہم ایک متوازی تعلیم پر قائم رہتے ہیں۔ غیر مبایعین کا حال اور ہے۔ حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وہ کہا کرتے تھے۔ کہ پارلیمنٹوں کا زمانہ ہے۔ لیکن جب خدا نے انکا امتحان لیا۔ اور حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات پر جماعت کے جمہور خلافت کے اصول پر اور ایک خلیفے پر متفق ہو گئے تو یہ لوگ باوجود جمہوریت کے دعووں کے جمہور کے فیصلے کے خلاف ہو گئے۔ اور اب تک اس کے خلاف ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کی اکثریت بلکہ بہت بڑی اکثریت اتنی بڑی اکثریت کہ اس کے مقابلہ میں غیر مبایعین کی تعداد کچھ حقیقت نہیں رکھتی، خلافت پر اور ایک خلیفہ پر قائم ہے۔ اور یہ لوگ اس اکثریت کے خلاف ہیں۔ لیکن جس طرز پر خدا کے فضل سے ہم ترقی کر رہے ہیں۔ اور جسطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والے ہمارے ذریعہ بڑھ رہے ہیں اور جو رعب اسلامی تعلیم اور اسلامی تمدن کا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام اور کام کا ہمارے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا ہے۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارا نظام ہی بہترین نظام ہے۔ اور اسی میں اللہ تعالیٰ نے برکتیں رکھی ہیں۔ اور دنیا دار بھی اس کا اقرار کرتے ہیں۔ اور میرے سامنے کئی لوگوں نے اقرار کیا۔ کہ واقعی احمدیہ جماعت کا نظام ہی بہترین نظام ہے

خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔

ہاں ایک بے بسی کا اظہار ان کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ نظام تو آپکا ہی بہترین ہے۔ اور ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم بھی کسی ایسے نظام کے ماتحت ہی ہوں۔ لیکن مشکل یہ ہے۔ کہ ایسا نظام ایک اعلےٰ درجہ کا امام چاہتا ہے جیسا امام آپ کی جماعت کا ہے۔ اگر ایسا امام ہمیں مل جائے۔ تو ہم بھی ایسا ہی نظام اپنے لئے بنا لیں۔ یہ بات واقعی ایک بے بسی کی بات ہے۔ کیونکہ کوئی اعلیٰ درجہ کا لیڈر یا امام پیدا کرنا لوگوں کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ پہلے بھی جو اعلےٰ درجہ کے لیڈر ہوتے رہے ہیں وہ لوگوں نے اپنی کوششوں سے نہ بنائے تھے۔ بلکہ لوگوں کی کوششیں تو بسا اوقات الٹا نتیجہ پیدا کیا کرتی ہیں۔ جیسا کہ کرشنا اموراتی کی مثال سے واضح ہے۔ اور بعض مذہبی انجمنوں اور تحریکوں سے بھی یہ بات واضح ہے۔ اسلامی خلفاء کی سیرت اور آپکے کارناموں پر جب غور کیا جائے۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی طاقتیں اور استعدادیں، ان کی دانائی اور انکی حکمت بھی ایسی نہ تھی۔ کہ وہ کسی انسانی انتظام کے نتیجہ کے طور پر پیدا ہو سکتی تھیں۔ پھر ایک زمانے تک ان کا یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے جانا بھی کسی انسانی انتظام کا نتیجہ معلوم نہیں ہوتا پھر مجددین کا وجود ہے۔ ان کے کارنامے بھی ایسے ہیں۔ کہ انسانی کاروبار کا وہ نتیجہ معلوم نہیں ہوتے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ نظام خلافت بہترین نظام ہے لیکن یہ نظام الٰہی منشاء کے بغیر قائم نہیں ہو سکتا۔ اس نظام کو خدا ہی قائم کرے تو ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ ہم لوگ اب خوب سمجھتے ہیں۔ خلیفے خدا ہی بناتا ہے۔ اس پر دنیاوی نظاموں والے کہہ سکتے ہیں۔ کہ پھر ہمارے سامنے خلافت کا ذکر کرنے کا کیا فائدہ؟ جب خدا چاہے گا۔ ہمیں بھی ایسا نظام دے دیگا۔ جب تک ایسا نہیں ہوتا۔ ہمارے لئے وہی نظام اچھے ہیں۔ جو ہماری سمجھ کے مطابق اچھے ہیں۔ اس لئے علمی طور پر بھی خلافت کا دوسرے نظاموں سے مقابلہ کرنا بے معنی ہے۔ کیونکہ خلافت کی برتری ثابت کرنے کے ساتھ ہی ہم یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ اسکا قائم کرنا دنیا کے اختیار میں نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ خلافت کا مقابلہ دوسرے نظاموں سے کر کے ہم مذہب کی برتری ثابت کرتے ہیں۔ اور اہل دنیا کو سمجھاتے ہیں۔ کہ تم نے جو نظام بنائے ہیں۔ وہ اس نظام کے مقابلہ میں کچھ نہیں۔ جو مذہب نے دنیا میں قائم کیا ہے۔ پھر یہ بھی درست نہیں۔ کہ تم ایسے نظام کو پا نہیں سکتے۔

نظام خلافت کیلئے دو شرطیں

اوّل تو کوئی نہ کوئی ایسا نظام موجود ہوگا تم اس میں شامل ہو جاؤ۔ اگر کوئی ایسا زمانہ پاؤ۔ کہ ایسا نظام موجود نہ ہو۔ تو پھر تم وہ شرطیں پوری کرو۔ جو اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام قائم کرنے کے لئے لگا رکھی ہیں۔ اور وہ شرطیں دو ہیں۔ ایک یہ کہ تم مومن بنو۔ اور دوسری یہ کہ تم عمل صالح بجا لاؤ جب ایسا کرو گے۔ تو تم کو خلافت کا نظام مل جائیگا پھر اگر اس کی بھی توفیق تمہیں نہ ہو۔ تو اپنے موجودہ نظاموں کو ہی قائم رکھو۔ لیکن کوشش کرو۔ کہ جس حد تک اپنے نظاموں کو خلافت کے نظام کے قریب کر سکو کرو۔ جتنی بھی نقل اس اعلیٰ نظام کی کر سکو۔ اس میں تمہارے لئے برکت ہوگی۔ بادشاہ اپنے نظام کو خلافت کے قریب کریں جمہوریتیں اپنے نظاموں کو خلافت کے قریب کریں۔ اور ڈکٹیٹر اپنے نظاموں کو خلافت کے قریب کر کے دیکھیں اس میں سب کے لئے برکت ہوگی۔

اچھی سے اچھی چیز کا فائدہ انسان کو اس کے ظرف کے مطابق ہوتا ہے۔ خلافت کا نظام بھی انہی لوگوں کے لئے پورے طور پر بابرکت ثابت ہوتا ہے۔ جو پورے طور پر اپنے آپ کو اس کے قابل بناتے ہیں۔ لیکن درجہ بدرجہ جیسے جیسے بھی کوئی قوم کوئی جماعت اپنے نظام کو اس نظام کے نمونہ پر ڈھالنے کی کوشش کرے گی اس سے فائدہ حاصل کرے گی۔ پس نظام خلافت کے محاسن بیان کرنا دنیا داروں کے لئے بھی مفید ہے۔ اور علمی طور پر اس نظام کا مقابلہ دوسرے نظاموں سے کرتے رہنا دنیا کی ہدایت کا موجب ہو سکتا ہے۔ پس اس میں شک نہیں کہ خلافت ایک الٰہی نظام ہے۔ اور بغیر اللہ تعالیٰ کی منشاء اور بغیر اللہ تعالیٰ کے فضل کے یہ قائم نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے دو شرطیں اس کے متعلق لگائی ہیں۔ ایک ایمان کی۔ اور دوسری عمل صالح کی۔ جب یہ شرطیں پوری ہو جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ کسی قوم کو نظام خلافت کی نعمت بخش دیتا ہے یہی اس کا وعدہ ہے۔ اور اس پر دنیا کی تاریخ شاہد ہے۔ اور اسی پر ہمارا اپنا زمانہ گواہ ہے۔ اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاثیر اور آپکے تازہ نشانوں سے ایک جماعت میں ایمان اور عمل صالح کی شرطیں پوری ہو گئیں۔ اس لئے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں اللہ تعالیٰ نے نظام خلافت قائم کر دیا۔ اور خلافت کی برکات تمکین دین کی صورت میں غلطیوں سے حفاظت کی صورت میں۔ مشکلات کے وقت میں رفع مشکلات کی صورت میں ہماری جماعت پر نازل کیں۔

ایک سوال کا جواب

اب ایک سوال یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے انعام کے لئے یہ شرائط کیوں لگائیں؟ یہ اس وجہ سے کہ عام ترقیوں کے لئے عام قانون ہیں۔ اور خاص ترقیوں کے لئے خاص قانون۔ قومیں محنت سے مشقت سے تنظیم سے۔ ہوشیاری سے۔ قدرتی وسائل سے بروقت اور مناسب طریق سے کام لے کر ترقی کرتی رہتی ہیں اور یہ قانون عام ہے۔ اسمیں ایمان اور عمل صالح کی شرط نہیں۔ لیکن اگر ہر ترقی اسی طرح بلا شرط ہوتی تو پھر خدا کو کون پوچھتا۔ اس لئے خدا نے انسان کو بھول اور

دوائی بواسیر - بواسیر خونی کے لئے بے حد مفید ہے - قیمت فی شیشی دو روپے - طبیہ عجائب گھر قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

197

غفلت سے بچانے کے لئے اعلےٰ درجہ کی ترقیات کو اعلےٰ درجہ کی شرائط سے وابستہ کر دیا۔ اور یہ شرائط ایمان اور عمل صالح کی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمان اب ترقی نہیں کر سکتے۔ اس مقام کو دوبارہ نہیں پا سکتے۔ جوان کو کسی وقت دنیا کی امامت کے رنگ میں حاصل تھا۔ جب تک کہ وہ خدا کو نہ پہچانیں اس کو راضی نہ کریں۔ اور ایمان اور عمل صالح سے اس کے انعامات کے قابل نہ بن جائیں۔ اعلےٰ درجہ کی ترقیات جن میں علمی۔ عملی۔ اخلاقی۔ روحانی۔ اور سیاسی ترقیات شامل ہیں ہمیشہ انبیاء اور انبیاء کے خلفاء کی جماعتوں کو انبیاء اور خلفاء کی قیادت میں۔ اور ان کی پیدا کردہ حرکت اور بیداری کے نتیجہ میں حاصل ہؤا کرتی ہیں۔ اب اگر مسلمان چاہیں۔ کہ وہ تمام قانونوں کے ماتحت ترقی کر جائیں۔ اور انہیں سامانوں سے بلندی حاصل کریں۔ جن سے دوسری قومیں حاصل کر لیتی ہیں۔ تو یہ بھی نہیں ہو سکتا۔

مسلمانوں کی ترقی مسلمان ہونے پر موقوف ہے۔ کیونکہ مسلمان قوم کو اللہ تعالےٰ نے اپنا نام بلند کرنے کے لئے پیدا کیا تھا۔ اگر وہ اپنے مقصد اور مقام کو نہ پہچانیگی تو خدا تعالےٰ کو ان سے کیا واسطہ؟ اگر ترقی کے سب راستے عام قانونوں کے ماتحت ہو جائیں۔ تو پھر خدا کی خدائی دنیا پر کیسے ظاہر ہو؟ اس لئے اللہ تعالےٰ نے بعض ترقیات پر شرائط عائد کر دی ہیں۔ اسی لئے اس نے خلافت کے قیام کے لئے شرائط عائد کر دی ہیں۔ خلافت کا قیام عام قانون سے ہٹا کر ایک خاص قانون کے ماتحت کر دیا گیا ہے۔ تا وہ خدا کی خدائی کا نشان اور ثبوت ہو۔ اور بھولے ہوئے انسانوں کو خدا کی یاد دلائے۔

فوری ضرورت

نور ہسپتال قادیان کے لئے ایک تجربہ کار اور ہوشیار نرس کی فوری ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت دیجائیگی درخواستیں بنام انچارج نور ہسپتال قادیان معہ نقول سرٹیفکیٹ و سابقہ تجربہ وغیرہ بھیجی جائیں۔ ڈاکٹر حشمت اللہ خان۔

وصیّت

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ سکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۵۹۹۹:۔ منکہ سردار بیگم زوجہ شیخ مختار نبی صاحب قوم شیخ عمر ۳۵ سال ساکن موضع اوراںٹے ڈاکخانہ ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۱۱/۴۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا حق مہر جو ۳۲ روپے ہیں اپنے خاوند سے حاصل کر چکی ہوں۔ اب چونکہ مجھے میرے خاوند سے کچھ زیور اور کچھ زائد روپیہ ملا ہے جس کی کل مالیت مبلغ پانچ صد روپیہ بنتی ہے۔ میں اس کل رقم یعنی پانچسو روپیہ کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور یہ اقرار کرتی ہوں۔ کہ مبلغ پچاس روپے جو کہ وصیت کے حصہ کے بنتے ہیں۔ اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کرا دونگی۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

الامۃ:۔ سردار بیگم موصیہ بقلم خود حال دارالعلوم قادیان

گواہ شد:۔ اکبر علی اکبر منزل قادیان۔ گواہ شد:۔ مختار نبی خاوند موصیہ حال دارالعلوم قادیان

احباب سے ضروری گذارش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جن اصحاب کا چندہ "الفضل" ختم ہے۔ یا عنقریب ختم ہو رہا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی ۲۵۔ ۲۶ر نومبر کے پرچوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان اصحاب کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ جلد سے جلد اپنا اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ دفتر محاسب ارسال کرنے کی کوشش فرمائیں۔ احباب کو شائد معلوم ہوگا۔ کہ اخبارات کے لئے حالات بہت ہی نازک حد تک پہنچ چکے ہیں۔ اور ان کے لئے ایک ایک دن گذارنا مشکل ہو رہا ہے۔ پس ہمیں امید ہے۔ کہ احباب جلد تر توجہ فرمائیں گے جو دوست اس وقت کسی اشد مجبوری کی وجہ سے چندہ ادا نہ کر سکتے ہوں۔ اور جلسہ سالانہ کے موقع پر ادا کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ وہ براہ کرم ہمیں ۶ر دسمبر سے قبل اطلاع دے دیں۔ تا ان کے وی۔ پی روک لئے جائیں۔ دوسرے تمام احباب سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ وی۔ پی وصول فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

خاکسار منیجر "الفضل"

مشتاقان بدر جلد توجہ فرمائیں!

بدر کا پرانا سٹاک ہم نے خرید کر بڑی محنت سے ترتیب دیکر کچھ جلدیں مکمل کر لی ہیں۔ جلد ۷ ۱۹۰۸ء کی۔ وہ فائل کچھ زیادہ تعداد میں موجود ہے جنہیں نہایت ہی بابرکت خزانہ ہے۔ جلدی کریں۔ بہت تھوڑی تعداد میں موجود ہیں قیمت صرف پانچ روپے فی جلد۔ مجلد چرمی ساڑھے چھ روپے۔ ان کے علاوہ "الفضل" کے مکمل پچیس سالہ تین سٹ ریویو اردو چالیس سالہ دو سٹ۔ تشحیذ الاذہان دو سٹ برائے فروخت وصول ہوئے ہیں۔ بہت رعایتی قیمت پر دیئے جائیں گے۔ قیمت کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کیا جا سکتا ہے۔

احمدی بہنیں اور بچیاں مندرجہ ذیل لطیف کتابیں حاصل کرکے یقیناً خوش ہونگی

ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی مرحوم کی مشہور و معروف کتابیں۔ پنجاب کی سوغات۔ انوکھی استانی اول و دوم صبر کا اجر۔ صفیہ کا خطبہ رسول مقبول۔ اسباق الاخلاق۔ نرالی سہیلی۔ اتالیق پانچ حصے۔ وغیرہ ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان کی اصل قیمت اڑھائی روپے بنتی ہے۔ لیکن ہم نے صرف بے جلد تیرہ کتابیں ایک روپیہ مجلد عہ مقرر کی ہے۔ صرف چالیس سٹ ہیں۔ علیحدہ علیحدہ بھی یہ کتابیں نصف قیمت پر مل سکتی ہیں۔

علاوہ انکے مندرجہ ذیل سیکنڈ ہینڈ کتابوں کا ذخیرہ بھی موجود ہے

کلام امیر یعنی خلیفۃ المسیح اولؓ کی ۱۰۸ صفحے کی نایاب ڈائری۔ اصل قیمت تین روپے رعایتی عہ/۱
حیات المسیحؑ و خاتم النبیین یعنی مولانا المسیحؑ مرحوم کا عارفانہ منظوم کلام فارسی۔ ہر دو اصل قیمت ۱۲/ رعایتی ۶/

کتاب	اصل قیمت	رعایتی	کتاب	اصل قیمت	رعایتی
الفضل کے خاتم النبیین نمبر سات عدد معہ جوبلی نمبر	دو روپے	٠	انشاء فیض منشا	۶/	۲/
تحقیق الادیان ہر دو حصہ	عہ ۱۰/	۸/	صداقت مریمیہ	۸/	۳/
معین المبلغین	۸/	۳/	ترکیب مد صادق	۴/	۲/
اسلامی اصول کی فلاسفی گورمکھی و ہندی ہر دو	۱۳/	۵/	المسیح الموعود۔ انعامی ایکہزار پچاس روپے	۶/	۱/
خیالات درباره مستورات	۲/	۱/	مکاشفات ربانی	۸/	۲/
تین ضروری مضامین کتب بینی پر ہر دو	۴/	۲/	تبلیغی ڈھولے ہر سہ حصص	۴/	

انکے علاوہ کئی قسم کی پنجابی منظوم رسالے نصف قیمت پر۔ اور علاوہ اسکے ہر قسم کی پرانی کتابوں کی خرید و فروخت ہر وقت ہوتی ہے محصولڈاک بذمہ خریدار۔ وی۔ پی کی صورت میں ۱/۴ کل رقم آنی چاہئیگی۔

عبد العظیم جلد ساز و کتب فروش قادیان

پیدائش کی مشکل گھڑیاں

بفضل خدا آسان کر دینے والی

اکسیر تسہیل ولادت

کے استعمال سے بچہ آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعد کی دردوں کے لئے بھی مفید دوا ہے قیمت معہ محصولڈاک دو روپے دس آنے

منیجر شفاخانہ دلپذیریہ قادیان ضلع گورداسپور

اگر کتاب پسند نہ ہو تو قیمت واپس

آفتاب رسالت

آنحضرت سرور کائنات کی منظوم سیرت پاک ولادت سے وفات تک جملہ حالات سلیس اور سادہ نظم میں بیان کئے گئے ہیں۔ ہر گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے۔ سہ رنگا سرورق لکھائی چھپائی دیدہ زیب۔ آپ نے اردو زبان میں ایسی صاف اور بہترین مطبوعہ کتاب آج تک نہیں دیکھی ہوگی۔ بچوں اور بچیوں کے لئے ایک تحفۂ بے نظیر۔

قیمت صرف ۸/

ودیا ساگر۔ بی۔ اے

۱۴۴۲ بی۔ دی۔ مال۔ ملتان چھاؤنی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

واشنگٹن ۳۰ر نومبر۔ امریکن حلقوں سے یہ خبریں یورپ پہنچ رہی ہیں کہ جاپانی فوجوں نے سیام پر حملہ کر دیا۔ مگر سرکاری طور پر اس کی تصدیق نہیں ہو سکی۔

انقرہ۔ یکم دسمبر۔ آج جاپانی وزیر خارجہ نے ایک پیغام اہل ملک کے نام براڈ کاسٹ کرتے ہوئے کہا۔ کہ جاپان نے صلح کی بہت کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اب امن کا فیصلہ جنگ سے ہوگا۔ ہم نے اپنی تمام قوت نئے نظام کو قائم کرنے میں صرف کر دینے کا عزم کر رکھا ہے اور نانکن و مانچوکو کی حکومتوں کے تعاون سے فتح کے رستہ پر گامزن ہو چکے ہیں۔

لنڈن۔ یکم دسمبر۔ مشرقی ایشیاء کی نازک حالت کی وجہ سے ہانگ کانگ کی فوجوں کو حکم دیا گیا ہے کہ فوراً بارکوں میں پہنچ جائیں۔ بحری سپاہیوں کو ہر وقت تیار رہنے کے آرڈر مل چکے ہیں۔ مسٹر روز ویلٹ رخصت سے واپس آ گئے ہیں۔ آسٹریلیا کی کیبنٹ کا خاص اجلاس صورت حالات پر غور کے لئے منعقد ہوا۔

ٹوکیو۔ یکم دسمبر۔ آج جاپانی کیبنٹ کا اجلاس ہوا۔ وزیر اعظم نے امریکہ کے ساتھ بات چیت کے متعلق تازہ رپورٹ پیش کی مسٹر کروسو واشنگٹن میں آج پھر مسٹر کارڈل ہل سے مل رہے ہیں۔ جاپان کے جنگی طیارہ بردار جہاز کل رات ایک جنوبی جزیرہ میں جو برطانی مقبوضات کے قریب ہے دیکھے گئے ہیں۔

قاہرہ۔ یکم دسمبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ لیبیا میں جنرل رومیل کی جرمن فوجوں کو مغرب کی طرف نکال لے جانے کی کوشش ناکام ہو چکی ہے۔ عام طور پر لڑائی کی حالت اچھی ہے۔ جرمنی کے باقیماندہ ٹینک سیدی زریغ اور طبروق کے مشرق میں گھیر لئے گئے ہیں۔ برطانی فوجیں مغربی صحرا کو پار کر کے بن غازی کی طرف پیشقدمی کر رہی ہیں۔ اکیسویں جرمن ٹینک ڈویژن کا کمانڈر دس مزید افسروں سمیت گرفتار کر لیا گیا ہے۔ محوری فوجوں نے کل اتحادی فوجوں کے خلاف ٹینکوں کی زبردست جنگ جاری رکھی۔ مگر انہیں کامیابی نہ ہو سکی۔ انہوں نے مغرب کی طرف سے ہمارے مورچے توڑنے کی بھی کوشش کی۔ اور سیدی زریغ کے رقبہ میں جوابی حملے کئے۔

لنڈن ۳۰ر نومبر۔ آج فن لینڈ کے وزیر اعظم نے پارلیمنٹ میں اعلان کیا۔ کہ برطانیہ ہمیں جنگ کی دھمکی دے رہا ہے۔ فن کمانڈر انچیف نے ایک بیان میں کہا کہ ہم کوئی امپریلسٹ جنگ نہیں چاہتے مگر اپنی مشرقی سرحدات کو محفوظ کرنے کے لئے لڑنے کا عزم صمیم رکھتے ہیں۔

لنڈن ۳۰ر نومبر۔ وشی گورنمنٹ نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ اس نے شمالی افریقہ کے ہوائی اڈے ہٹلر کے حوالہ کر دیئے ہیں۔ نیز اس خبر کی بھی کہ ایک سو فرانسیسی ہوائی جہاز اپنے اڈوں سے پرواز کر کے مصر کی برطانی فوجوں سے جا ملے ہیں۔

لنڈن ۳۰ر نومبر۔ برازیل ریڈیو سے یہ خبر براڈ کاسٹ کی گئی ہے کہ مراکو میں جرمن ایجنٹ بھاری تعداد میں جمع ہو چکے ہیں۔ حتیٰ کہ انہیں نہایت آسانی کے ساتھ ایک مؤثر جنگی فوج میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ جرمن آبدوزیں ساحل مراکو کے ساتھ ساتھ گھوم رہی ہیں۔ رباط۔ فیض۔ اور مراقش کی ہوائی بندرگاہوں کے قریب وشی گورنمنٹ کے کم سے کم پانسو جہاز کھڑے ہیں۔

ماسکو ۳۰ر نومبر۔ روسی ہائی کمانڈ کا بیان ہے کہ فرانس کی ایک جرمن فوج کو مشرقی محاذ پر جانے کا آرڈر ملا۔ تو اس نے بغاوت اختیار کر لی۔ ۲۹ سپاہیوں کو فوراً گولی مار دی گئی۔ اور تین سو جیل میں ڈال دیئے گئے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اسی فیصدی جرمن فوجیں اسوقت مشرقی محاذ پر لڑ رہی ہیں۔

لنڈن ۳۰ر نومبر۔ بنگال اسمبلی کے سپیکر سر محمد عزیز الحق صاحب کو سر فیروز خان نون کی جگہ ہندوستان کا ہائی کمشنر مقرر کیا گیا ہے۔ آپ مارچ ۱۹۴۲ء میں اپنے عہدہ کا چارج لینگے۔

انقرہ۔ یکم دسمبر۔ ترکش ریڈیو کے بیان کے مطابق ڈاکر کے فرانسیسی کمشنر نے اعلان کیا ہے کہ جرمن اور وشی گورنمنٹ میں جنگی قیدیوں کی رہائی کے بارہ میں سمجھوتہ ہو چکا ہے۔ جرمنی ان قیدیوں کو رہا کر دیگا۔ اور اس کے عوض شمالی افریقہ کے فرانسیسی اڈے استعمال کرنے کا حق اسے حاصل ہوگا۔

ماسکو۔ ۳۰ر نومبر۔ سوویٹ ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے کہ کریمیا میں سبسٹاپول کے محاذ پر روسی فوجیں زبردست مزاحمت کر رہی ہیں۔ بحیرہ اسود کا روسی بیڑہ بھی ان کی امداد کر رہا ہے۔ اس علاقہ میں ایک بڑے آباد علاقہ پر قبضہ کر لیا گیا ہے ٹاگن راگ پر بھی روسیوں نے قبضہ کا دعوےٰ کیا ہے۔ روسیوں نے مان لیا ہے۔ کہ انہوں نے تخوین خالی کر دیا ہے سائیگان ریڈیو کا بیان ہے کہ جرمنوں نے ماسکو ریلوے لائن پر قبضہ کر لیا ہے بی۔ بی۔ سی کی اطلاع ہے کہ ماسکو کے محاذ پر جرمن حملہ بہت سخت اور زبردست ہے۔ لینن گراڈ کے محاذ پر جرمنوں نے روسیوں کو ہٹا کر ایک ریلوے جنکشن پر قبضہ کر لیا ہے۔ روسی اخبار "پراودا" نے لکھا ہے کہ ۲۴ لاکھ جرمن فوج اس وقت ماسکو کے دروازے پر کھڑی ہے۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ماسکو کے دروازے ان پر کبھی نہ کھلیں گے۔ روسیوں نے جنوبی اور وسطی محاذ پر ۳۴ دیہات دشمن سے واپس لے لئے ہیں۔ برلین ریڈیو نے کہا ہے کہ جرمن ماسکو کے دروازے پر پہنچ گئے ہیں۔ اور اب روس کی کوئی طاقت ان کو پیچھے نہیں ہٹا سکتی۔

انقرہ۔ ۳۰ر نومبر۔ مسٹر روزویلٹ نے فرانسیسی افریقہ کو یقین دلایا ہے کہ اگر جرمنوں نے اس پر حملہ کرنا چاہا۔ تو امریکہ لینڈ اینڈ لیز ایکٹ کے ماتحت اسے پوری مدد دے گا۔

ماسکو۔ ۳۰ر نومبر۔ سوویٹ ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ کل جرمن فوج کا ایک دستہ شہری لباس میں ماسکو کے مورچے میں داخل ہو گیا۔ اور ایک مقام پر قبضہ کر کے فائر کرنے لگا۔ لیکن جوابی حملہ کر کے اس کا وہیں صفایا کر دیا گیا۔

برلین۔ ۳۰ر نومبر۔ کل پیرس میں جرمن فوجی ہیڈ کوارٹر پر بم پھینکے گئے۔ دو سپاہی مارے گئے۔ نازی کمانڈر نے شہر میں کرفیو آرڈر نافذ کر دیا۔ تمام زمین دوز سٹیشن بند کر دئے۔ ابھی تک کوئی گرفتاری نہیں ہوئی۔

کلکتہ۔ یکم دسمبر۔ گورنمنٹ ہاؤس سے اعلان کیا گیا ہے کہ بنگال کے وزراء نے آج استعفے گورنر کے پیش کر دیئے ہیں۔ جب تک وہ منظور نہ ہوں۔ وہ اپنے محکموں کے انچارج رہیں گے۔

دہلی۔ یکم دسمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ حاجیوں کے دو اور جہاز سلامتی سے جدہ پہنچ گئے ہیں۔

دہلی۔ یکم دسمبر۔ آج یہاں وائسرائے کی صدارت میں نیشنل ڈیفنس کونسل کا اجلاس ہوا۔

وشی۔ یکم دسمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ آج مارشل پیٹان ایڈمرل ڈارلان کی معیت میں ایک بہت بڑے جرمن سے ملنے کے لئے مقبوضہ فرانس کے کسی مقام کو روانہ ہو گئے ہیں۔ موسیو لاوال بھی آج وشی سے پیرس گئے ہیں۔ خیال ہے کہ یہ ملاقات ہٹلر سے ہو گی۔

ماسکو۔ یکم دسمبر۔ مارشل ٹموشنکو کی فوج جرمنوں کو بحیرہ ازوف کے شمال کی طرف کنارے کے ساتھ ساتھ پیچھے دھکیلتی جا رہی ہے۔ جرمن فوجیں مغرب کی طرف سیبا یاپول جا رہی ہیں۔ برلین ریڈیو سے دھمکی دی گئی ہے کہ روسٹوف کا حشر راٹرڈم اور وارسا سے بھی زیادہ خوفناک ہوگا۔

لنڈن۔ یکم دسمبر۔ برما روڈ پر امریکن ہوائی جہاز گشت لگایا کریں گے۔ کل اور آج مزید برطانی اور ہندوستانی فوجیں رنگون میں پہنچائی گئی ہیں۔ جو آزمودہ کار اور پوری طرح مسلح ہیں۔ سنگاپور میں بھی فوجی رخصتیں منسوخ کر دی گئی ہیں اور نازک صورت حالات کا اعلان کر دیا گیا ہے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی